انسان جتنا خدا کے حضور گرے گا اتنا ہی زیادہ اسے سربلندی عطا ہوگی

یہ نماز کا عظیم الشان سبق ہے۔ اور نماز کے مضمون کی یہی معراج ہے

روزنامہ
الفضل
ربوہ
خطبہ نمبر ۷
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۲۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | بدھ ۲۰- رجب ۱۴۱۱ھ، ۶- تبلیغ ۱۳۷۰ ہش، ۶- فروری ۱۹۹۱ء | نمبر ۳۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر لحاظ سے اور پورے کمال کے ساتھ ہر چیز اور ہر عمل پر قادر ہے

جو اللہ نے آپ کو عطا کیا اس کو پورے طور پر خدا کو واپس کریں۔ یہ اللہ کی محبت کا آخری مرتبہ ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۲۸- فتح ۱۳۶۹ ہش (۲۸- دسمبر ۱۹۹۰ء) بمقام بیت الفضل- لندن

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"آج کا جمعہ امسال آخری جمعہ ہے جو ہمیں اکٹھے پڑھنے کی توفیق عطا ہو رہی ہے عام طور پر اس جمعہ میں موضوع وقف جدید ہوا کرتا ہے لیکن روایت یہ چلی آرہی ہے کہ ضروری نہیں کہ سال کے آخری جمعہ کو وقف جدید کے لئے وقف رکھا جائے بلکہ اگلے سال یعنی آئندہ آنے والے سال کے پہلے جمعہ میں بھی بعض دفعہ وقف جدید کے موضوع پر خطبہ دیا جاتا ہے۔ چونکہ میں نے نماز سے متعلق مضمون شروع کر رکھا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ آج کے خطبے میں نماز ہی کے مضمون کو جاری رکھا جائے۔ اگر خدا کے فضل کے ساتھ ختم ہو گیا تو پھر آئندہ جمعہ وقف جدید کے موضوع پر خطبہ دیا جائے گا اور پھر دوبارہ (اللہ نے چاہا تو) اسی موضوع کی طرف واپس آسکتے ہیں۔ اگر ختم ہو گیا تو پھر واپس آنے کی ضرورت نہیں۔ اگر نہ ختم ہو سکا تو پھر (اللہ نے چاہا تو) دوبارہ اسی موضوع کی طرف واپس آجائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت کی وسعت

مالک یوم الدین سے متعلق میں نے بتایا تھا کہ لفظ مالک میں خدا تعالیٰ کا ہر چیز پر قادر ہونا بھی داخل ہو جاتا ہے۔ ہر چیز کا مالک ہونا بھی داخل ہو جاتا ہے اور ہر چیز پر اس کی بادشاہت کا مضمون بھی صادق آتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ پہلی تینوں صفات یعنی رب، رحمان اور رحیم مالکیت کے ساتھ مل کر اور زیادہ وسعت اختیار کر جاتی ہیں۔ اگر مالکیت سے الگ ان کا تصور کیا جائے تو خدا تعالیٰ کی ذات میں ایک نقص واقعہ ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ اس مضمون کو حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے اسلام اور عیسائیت کے موازنے کی گفتگو میں بیان فرمایا۔ عیسائیت کے نزدیک خدا تعالیٰ رب بھی ہے، رحمان بھی ہے، رحیم بھی ہے لیکن اس کے باوجود معاف نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مالک کا کوئی تصور بائیبل نے اس رنگ میں پیش نہیں فرمایا جیسے قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کی مالکیت کا تصور پیش فرمایا۔ پس اس مضمون کو آپ انسانی معاملات اور تجارب پر چسپاں کر کے دیکھیں تو بات بالکل واضح ہو جائے گی۔ ایک جج کرسی انصاف پر بیٹھا ہے اس میں ربوبیت کی صفات بھی ہیں، رحمانیت کی صفات بھی ہیں، رحیمیت کی صفات بھی ہیں مگر چونکہ نہ وہ قانون کا مالک ہے نہ دوسری سب چیزوں کا مالک ہے۔ اس لئے جہاں معاملات کا فیصلہ انصاف کی رو سے کرنا ہوگا۔ اس کی قوتِ فیصلہ انصاف کے دائرے میں ہی محدود رہے گی۔ ایک ذرہ بھی وہ انصاف سے باہر نکل کر ان معنوں میں فیصلہ نہیں دے سکتا کہ قانون کو اپنا لے یعنی نیا قانون جاری کر دے۔ ایسی تقدیر بنا لے جس کے نتیجے میں جس سے وہ رحمانیت کا سلوک کرنا چاہے اس کے حق میں فیصلہ دے سکے اور اسی طرح کسی کی چھینی ہوئی چیز کسی کو بخش نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ مالک نہیں ہے اور اپنی طرف سے کچھ دینے کا اس کو اختیار نہیں تو یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے اس موضوع کو بہت ہی اہمیت دی اور بڑی تفصیل سے اس موضوع پر بحثیں فرمائیں۔ آپ نے بتایا کہ اس خدا کو جو مالک نہ ہو یقیناً اسی طرح BEHAVE کرنا چاہیئے یا اس طرح اس سے معاملات کرنے چاہئیں جس طرح عیسائیت کے خدا کا تصور ہے کہ اگر انسان گناہ کرے تو وہ اس لئے معاف نہیں کر سکتا کہ اس کی عدل کی صفت کے خلاف ہے اور عدل سے باہر وہ جا نہیں سکتا۔ اس لئے اس مسئلے کا حل یہ نکالا کہ اپنے یعنی مزعومہ بیٹے کو جس کے متعلق عیسائیت کا عقیدہ ہے کہ وہ خدا کا بیٹا تھا اُسے قربان کر دیا اور اس کے بدلے باقی بنی نوع انسان کے گناہ بخش دیئے۔ یہ ایک الجھا ہوا اور بڑا لمبا مضمون ہے جس کی تفاصیل میں جانے کا یہاں موقعہ نہیں مگر اصل روک جو اُن کے ذہنوں میں ہے وہ یہی ہے یعنی عیسائیوں کے ذہنوں میں کہ کیوں خدا معاف نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ وہ محض عادل ہے اور مالک نہیں ہے۔ اسی طرح ملک نہیں ہے اور قانون سازی کے اختیار نہیں رکھتا۔ پس رب، رحمان اور رحیم۔ یہ تین صفات بہت ہی حسین اور دلکش ہیں لیکن اگر مالک سے الگ رہیں تو محدود ہو جاتی ہیں لیکن مالک کے ساتھ جب مل جاتی ہیں تو پھر ایک عظیم الشان جلوہ دکھاتی ہیں جس کا کوئی کنارہ دکھائی نہیں دیتا۔ ان معنوں میں انسان تو مالک نہیں بن سکتا لیکن انسان خدا کی مالکیت کے کچھ نہ کچھ مزے چکھ سکتا ہے اگر وہ اپنی ملکیت میں لوگوں کو شریک کرے اور لوگوں کو معاف کرنے کی عادت ڈالے جیسا کہ مالک ہونے کی وجہ سے ہمارا رب ہمیں معاف کر دیتا ہے۔ پس یہ نہیں کہ مالکیت کی صفت سے ہم کچھ بھی حصہ نہیں لے سکتے۔ اپنے اپنے دائرے میں جس حد تک ہمیں خدا تعالیٰ نے کسی چیز کا مالک بنا رکھا ہے اس کا استعمال اس رنگ میں کریں جیسے خدا مالک ہے اور اپنی ملکیت کا استعمال فرماتا ہے اور اس میں بخشش کا مضمون سب سے زیادہ نمایاں ہو کر ابھرتا ہے اور اپنی چیزیں دوسروں کو دینے کا مضمون بڑا نمایاں ہو کر نکلتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور رنگ بھی ہے جس میں ہم مالک بننے کی کوشش کر سکتے ہیں اور وہ مضمون ایک بہت ہی لطیف اور اعلیٰ درجے کا مضمون ہے جس کی طرف حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے ہمیں متوجہ فرمایا۔ مالک خدا کا تصور ہمیں بتاتا ہے کہ باوجود اس کے کہ کلیۃً ہر چیز کا مالک

مسلسل صفحہ ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ صلا سے آگے

اور ہر چیز پر پورا اقتدار رکھتا ہے اس کے باوجود بندوں کو اور دوسری چیزوں کو جو اس نے پیدا کی ہیں بعض دفعہ اس رنگ میں مالک بنا دیتا ہے کہ وہ اپنے زعم میں واقعۃً مالک بن بیٹھتے ہیں۔ اور مِلک دے کر خود پیچھے ہٹ جاتا ہے اور روزمرہ اصل مالک دکھائی نہیں دیتا اور کلیتہً انسان کو یا جانوروں کو، زندگی کی ہر قسم کو کہنا چاہیئے اپنے اپنے چھوٹے سے دائرے میں بعض دفعہ اس طرح ملکیت عطا ہو جاتی ہے کہ زندگی کی وہ قسم جو بھی ہے وہ یہ سمجھتی ہے کہ میں ہی مالک ہوں اور کوئی نہیں اور بیچ میں دخل اندازی نہیں رہتی۔ یہ اس قسم کا مضمون ہے کہ عارضی طور پر معطی نے جس کو عطا کیا اس کو اس رنگ میں عطا کیا کہ گویا وہی مالک ہے اور اپنی مرضی اس سے اٹھالی اور دوسرے کی مرضی کے تابع کر دیا۔ ان معنوں میں انسان اپنے رب سے ایک خاص سلوک کر سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو کچھ ہمیں دیا ہوا اپنی جان، مال، عزت ہر چیز جس کا اقتدار خدا نے ہمیں دیا۔ جس کی ملکیت خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہم اپنے رب کو اس طرح لوٹا دیں کہ اے خدا! تو نے جس چیز کا ہمیں مالک بنایا تھا ہم اس راز کو پا گئے ہیں کہ اصل مالک تو ہے۔ پس پیشتر اس سے کہ تو ہم سے واپس لے لے ہم طوعی طور پر محبت کے اظہار کے طور پر یہ تیرے حضور پیش کر دیتے ہیں۔ آج کے بعد جیسے بعد میں تو نے مالک بننا ہے ایسے آج بھی تو ہماری ان سب چیزوں کا مالک بن گیا ہے۔ اس مضمون کو حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان بیان کرنے کے لئے استعمال فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تمام دوسرے انبیاء پر جو ایک عظیم فضیلت ہے وہ خصوصیت سے اس بات میں ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنا سب کچھ کلیتہً اصل مالک کو اسی دنیا میں لوٹا دیا اس طرح کسی اور انسان نے ایسا نہیں کیا۔ یعنی باریک ترین جذبات کو بھی خدا کے سپرد کئے رکھا، اپنی ملکیت کے ہر حصے کو کلیتہً خدا کے سپرد کر دیا۔ اپنی رضا کو کلیتہً خدا کے سپرد کر دیا۔ اپنی محبت کو اپنی نفرت کو، ہر چیز کو جس پر انسان کوئی قدرت رکھتا ہے اپنے رب کو واپس کر دیا کہ تو ہی حقیقی مالک ہے

اس لئے آج میں یہ سب کچھ تیرے سپرد کرتا ہوں اور تیری رضا کے تابع میں ان چیزوں کو استعمال کروں گا (تو کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو سب جہانوں کا رب ہے) (سورۃ الانعام: آیت ۱۶۳) خدا تعالےٰ نے اس راز کو خود کھولا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم شاید اس تفصیل سے بنی نوع انسان پر اپنا یہ مقام روشن نہ فرماتے مگر قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اے محمد! بنی نوع انسان کے سامنے اعلان کر کہ میں وہ ہوں جس نے اپنا سب کچھ خدا کے سپرد کر دیا ہے اور میرا ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہا۔۔۔ میری عبادتیں کیا، میری قربانیاں کیا، میری زندگی کا ہر حصہ، میری موت یعنی خدا کی راہ میں جو میں لمحہ لمحہ مرتا ہوں سب کچھ خدا کے لئے ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے فرمایا کہ جب تم وہ سب کچھ خدا کے سپرد کر دو جس کا مالک تمہیں بنایا گیا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ اپنی ملکیت میں تمہیں شریک کر لیتا ہے اور ایک نئی شان کے ساتھ، ایک نئی تخلیق کے ساتھ تم ابھرتے ہو اور ان معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو گویا اس تمام کائنات کی ملکیت میں خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ذریعے شریک کر لیا، اپنی عطا کے ذریعے شریک کر لیا جو خدا تعالیٰ کا تھا یعنی جو سب کچھ بندے کا تھا وہ اس نے خدا کے سپرد کر دیا اور خدا چونکہ احسان کرنے والوں کے احسان کی سب سے زیادہ شکر گزاری کرتا ہے اور احسان کو تسلیم فرماتا ہے کوئی بندہ اس رنگ میں کسی کے احسان کو قبول نہیں کرتا۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تو ایک رنگ میں بندے نے احسان کا سلوک کیا اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے احسان کا سلوک فرمایا اور کہا تو نے جو کچھ تیرا تھا مجھے دے دیا۔ اب میرا جو کچھ ہے وہ تیرا ہو گیا۔ انہیں معنوں میں حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا الہام ہے کہ

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

کہ اے بندے اگر تو میرا ہو جائے یعنی اپنی مالکیت کو ختم کر کے سب کچھ مجھے واپس لوٹا دے تو اس کے بدلے جو سب کچھ میرا ہے وہ تیرا ہو جائے گا۔ تو مالک کا لفظ ایک بہت ہی عظیم الشان صفت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ان معنوں میں ہر دوسری چیز پر حاوی ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت مالک کے ساتھ مل کر ایک نئی شان کے ساتھ دوبارہ ابھرتی ہے اور نئی شان کے ساتھ جلوہ دکھاتی ہے۔ پس جب ہم کہتے ہیں (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) تو اس میں صفتِ مالکیت خصوصیت کے ساتھ پیشِ نظر رہنی چاہیئے اور ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت ان سب کو مالکیت کی ذات میں اکٹھا کر کے پھر خدا کو مخاطب کرنا چاہیئے کہ۔۔۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔

مغضوب اور ضالین کا خدائی صفات سے تعلق

اس مضمون کے بعد میں نے انعام کا مضمون مختصراً بیان کیا تھا۔ اب آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مغضوب اور ضالین کا خدا تعالیٰ کی ان صفات سے کیا تعلق ہے جو سورۂ فاتحہ کے آغاز میں بیان ہوئی ہیں۔ یعنی رب کے تصور کے ساتھ کہیں غضب اور گمراہی کا تصور ذہن میں نہیں آتا۔ رحمان کے تصور کے ساتھ کہیں غضب، اور گمراہی کا تصور ذہن میں نہیں آتا۔ اسی طرح نہ رحیمیت کے ساتھ تعلق دکھائی دیتا ہے نہ مالکیت کے ساتھ تو پھر ہم کیوں کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات کا تعلق ان چار صفات سے ہے جو بنیادی حیثیت رکھتی ہیں جو سورۂ فاتحہ کے آغاز میں بیان ہوئی ہیں۔ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے ایک نکتہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھایا وہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کے بندے بننے کے لئے خدا تعالیٰ کی تمام صفات کے ساتھ تعلق ہونا ضروری ہے۔ جس صفت کے ساتھ تعلق کٹتا ہے۔ اس حصے میں انسان اس صفت کا برعکس ہو کر دنیا میں ابھرتا ہے۔ پس اگر کوئی انسان رب بننے کی کوشش نہیں کرتا تو ربوبیت کے برعکس جلوہ دکھاتا ہے اور دراصل خدا غضبناک نہیں ہوتا بلکہ خدا کے وہ بندے لوگوں کے لئے غضب کا موجب بن جاتے ہیں جو اپنے رب کی صفاتِ حسنہ سے تعلق توڑ بیٹھتے ہیں۔ پس دنیا میں جتنے بھی دکھ آپ دیکھتے ہیں جن میں کوئی شخص غضب کا نشانہ بنتا ہوا دکھائی دیتا ہے تو ان معنوں میں وہ غضب کا نشانہ بنتا ہے کہ وہ خدا کی صفاتِ ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت سے تعلق توڑتا ہے اور ان کے برعکس جلوے دنیا کو دکھاتا ہے۔ ان کی برعکس شکل میں دنیا پر ظاہر ہوتا ہے اور خدا کے بندوں سے بدسلوکی کرنے میں انسان پہل کرتا ہے۔ اس کے بعد خدا کا اس سے سلوک شروع ہوتا ہے جو پھر اسے خدا کا مغضوب بنا دیتا ہے اور یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ماں بچے سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے اور اس کی اس انتہائی محبت میں بظاہر غضب کا پہلو دکھائی نہیں دیتا مگر اس کے بچے کو جو تکلیف دے اس کے لئے وہی مہربان ماں بہت زیادہ غضبناک ہو جاتی ہے اور اتنی غضبناک ہوتی ہے کہ کسی اور رشتے میں ایسا غضب دکھائی نہیں دیتا۔ کہتے ہیں شیر کے بچوں کو اگر کوئی اٹھانے کی کوشش کرے تو شیر سے بہت زیادہ شیرنی اس پر غضبناک ہوتی ہے۔ شیر کے غضب سے تو وہ بچ جائے لیکن شیرنی کے غضب سے نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح ہتھنی کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اگر ہتھنی کے بچے کو کوئی تکلیف پہنچائے تو ہاتھی سے بہت زیادہ بڑھ کر ہتھنی اپنا انتقام لیتی ہے اور پھر جس نے ظلم کیا ہو اس کو مار کر اس کو اپنے پاؤں تلے اس طرح مسلتی ہے کہ اس کا نشان تک مٹ جائے۔ خاک میں اس کو ملا کر پھر بھی اس کا غصہ ختم نہیں ہوتا اور اس کی بناء محبت ہے، اس کی بناء رحمت ہے۔ رحم کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں مطلع فرمایا کہ لفظ رحم یعنی ماں کا وہ عضو جس میں بچہ پلتا ہے اس کا نام رِحم اس لئے رکھا گیا کہ خدا تعالیٰ کے رحم کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ رحمان ہے اور رحمانیت کا تخلیق سے ایک تعلق ہے اسی طرح بچے کی تخلیق کا ماں کے رِحم سے تعلق ہے اور چونکہ عربی درحقیقت الہامی زبان ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں کے لئے ایک ہی لفظ منتخب فرمایا۔ ایک ہی مادے سے دونوں چیزیں بنیں یعنی رِحم اور رحمان۔ پس حقیقت یہ ہے کہ ماں کی محبت کو بچے کے لئے جب آپ سمجھ لیں تو تب آپ پر یہ بات روشن ہو گی کہ بچوں سے دشمنی کرنے والے پر دنیا میں سب سے زیادہ غضبناک کوئی چیز ہو سکتی ہے تو وہ ماں ہے۔ پس رحمان خدا کے بندوں سے جو لوگ دشمنی کرتے ہیں ان پر خدا غضبناک ہوتا ہے اپنی رحمانیت کی وجہ سے پس دو معنوں میں ایسے لوگ مغضوب بن جاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ لوگ جو نہ رب بننا سیکھتے ہیں، نہ رحمان بننا، نہ رحیم، نہ مالک، ان سے دنیا فیض نہیں اٹھاتی۔ ان کا فیض کسی کو نہیں پہنچتا۔ وہ خدا کی اس رحمت اور بندوں کے درمیان یا خدا کی صفاتِ حسنہ اور بندوں کے درمیان ایک روک بن جاتے ہیں اور محض یہ روک بننا ہی ان کو خدا کے عتاب کا مورد بنا دیتی ہے۔ لیکن جب یہ روک سے بڑھ کر اگلا قدم اٹھاتے ہیں اور منفی صورت میں بندوں سے سلوک کرتے ہیں یعنی جہاں رحم کرنا ہے وہاں سفاکی سے پیش آئیں۔ جہاں حق سے بڑھ کر عطا کرنا ہے وہاں حق تلفی شروع کر دیں۔ جہاں پرورش دے کر یعنی تربیت کر کے اعلیٰ مقامات تک پہنچانا ہے وہاں منفی رویہ اختیار کریں اور خدا کے اچھے بھلے لوگوں کے اخلاق خراب کرنا شروع کر دیں۔ ان کے اندر گندگی پھیلانا شروع کر دیں۔ جیسا کہ آجکل کے زمانے میں بہت سی گندگیاں ہیں جو امریکہ سے نکل نکل کر سب دنیا میں پھیل رہی ہیں تو امریکہ میں وہ لوگ جو نہایت گندی قسم کی فحش فلمیں بناتے اور ایسی نئی نئی لذتیں ایجاد کرتے ہیں جس سے بنی نوع انسان کے اخلاق خراب ہوں وہ نہ صرف یہ کہ رب سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ ربوبیت کے برعکس تعلقات بنی نوع انسان سے قائم کرتے ہیں یا ربّ سے برعکس رویے کے ساتھ بنی نوع انسان کے ساتھ پیش آتے ہیں تو یہ جو ان کا منفی رویہ ہے اگر واقعۃً خدا ربّ ہے تو اس کی ربوبیت کو کاٹنے والے سے خدا کا ایک منفی رویہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظاہر ہوتا ہے۔ اگر وہ رحمان ہے تو اس کی رحمانیت سے برعکس طریق پر بنی نوع انسان سے سلوک کرنے والے سے خدا تعالیٰ کا ایک برعکس رویّہ ظاہر ہوتا ہے اور یہی مضمون ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی تمام منفی صفات ظہور میں آتی ہیں۔ پس جب خدا تعالیٰ نے فرمایا (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) تو اس کے بعد وہ لوگ جو (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کی صفت میں داخل نہیں ہوئے اور ان کے حق میں یہ دعا قبول نہیں ہوئی کہ (ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا) تو وہ وہ بچا کھچا گند ہے جو مغضوب اور ضالین کی شکل میں ہم پر ظاہر کیا گیا ہے۔ ان معنوں میں وہ ظاہر ہوئے کہ خدا کی صفات کے منفی عکس بن کر وہ دنیا پر ابھرے۔

کشف کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی

اس ضمن میں مَیں ایک دفعہ غور کر رہا تھا اور دعا کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو زیادہ واضح طور پر مجھے سمجھائے تو کشفی حالت میں خدا تعالیٰ نے یہ مضمون ایک اور رنگ میں مجھے دکھایا اور وہ یہ تھا کہ جیسے ایک کارخانے میں آپ ایک طرف سے کوئی چیز یا RAW MATERIAL یعنی خام مال ڈالتے ہیں تو وہ ایک نہایت ہی خوبصورت اور اعلیٰ تکمیل کی شکل میں ایک طرف سے نکل رہا ہوتا ہے لیکن اس کے ایک طرف وہ گند بھی نکل رہا ہوتا ہے جو اس قابل نہیں ہوتا کہ اس کارخانے میں داخل ہونے کے بعد وہ اپنے اندر ایسی تبدیلی کر سکے کہ اسے ایک مکمل صنعت کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے، اس کو وہ WASTE PRODUCT کہتے ہیں۔ پس ایک چیز ہے WASTE PRODUCT اور ایک ہے END PRODUCT ۔ PRODUCT تو ہر صنعت کا وہ مال ہے جس کی خاطر صنعتکاری کی جاتی ہے اور کارخانے بنائے جاتے ہیں اور اپنی آخری شکل میں بہت خوبصورت تبدیلیاں پیدا ہونے کے بعد وہ ایک نئے وجود کی صورت میں خام مال دنیا کے سامنے ظاہر ہوتا ہے اب اس وقت آپ کے پاس جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب اسی طرح کسی نہ کسی کارخانے سے نکل کر ایک نئی شکل میں آپ کے سامنے ظاہر ہوئی ہیں۔ کسی نے کپڑے کی ٹوپی پہنی ہوئی ہے، کسی نے اون کی ٹوپی پہنی ہوئی ہے، کسی نے قراقلی پہنی ہوئی ہے۔ اب تصور کریں کہ یہ کیا چیزیں تھیں۔ اسی طرح آپ کے لباس، آپ کے بوٹ، آپ کے قلم یہ سب خام مال تھے جو مختلف مراحل سے گزر کر بالآخر اس شکل میں آپ تک پہنچے جس میں آپ نے ان کو قبول کیا اور استعمال کیا لیکن آپ کا ذہن اس گندگی کی طرف کبھی نہیں گیا جو اس دوران پیدا ہوتی رہی اور ان چیزوں سے الگ کی جاتی رہی اور اسے ضائع شدہ مال کے طور پر ایک طرف پھینک دیا گیا۔ چنانچہ اس زمانے میں صنعتوں نے جہاں بہت ترقی کی ہے، یہ ایک بہت بڑا مسئلہ بن کر دنیا کے سامنے ابھرا ہے کہ اس WASTE-MATERIAL کا کیا کریں۔ یہ تو دنیا کے لئے عذاب بنتا جا رہا ہے۔ جب یہ کم ہوا کرتا تھا اس زمانے میں انسان کی توجہ کبھی اس طرف نہیں گئی اور آج سے ۱۰۰ سال پہلے بھی صنعتکاری تھی۔ بڑے بڑے کارخانے جاری تھے لیکن کبھی بھی اس زمانے کی اخباروں میں آپ کو یہ بحثیں دکھائی نہیں دیں گی کہ یہ جو اچھی چیزیں بنانے کی ہم کوشش کرتے ہیں اس کوشش کے دوران جو چیزیں ضائع ہو رہی ہیں ان کا ہم کیا کریں۔ وہ سمندروں میں پھینک دیتے تھے یا عام کھلی جگہ پر پھینک دیتے تھے یا جھیلوں میں ڈال دیتے تھے اور کبھی اُن کے نقصان کی طرف کسی کی توجہ نہ گئی۔ اب چونکہ زیادہ چیزیں بن رہی ہیں، اسی طرح WASTE MATERIAL بھی بڑھتا چلا جا رہا ہے اور وہ WASTE MATERIAL ایسی خطرناک چیز بن کر دنیا کے سامنے اُبھرا ہے کہ اُس کے غضب سے دنیا ڈرنے لگی ہے اور یہ بڑا بھاری مسئلہ ہے۔ دنیا کی تمام بڑی قوموں میں اب بہت ہی زیادہ فکر کے ساتھ ان مسائل پر غور ہو رہا ہے کہ کس طرح ان مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل کریں جو صنعت کے دوران BY PRODUCT کے طور پر WASTE PRODUCT کے طور پر ہمارے ہاتھوں میں پڑی ہوئی ہیں اور ہم نہیں سمجھتے کہ کس طرح اس صنف سے چھٹکارا حاصل کریں۔

مذہبی دنیا کا ضائع شدہ مواد

مذہبی دنیا میں یہ WASTE PRODUCT ہے جو بنی نوع انسان کے لئے تباہی کے سامان کرتی ہے اور بعض دفعہ جس طرح دنیا میں بھی بعض چیزوں میں WASTE زیادہ ہو جاتا ہے اور جو چیز حاصل ہوتی ہے وہ بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ اسی طرح بدقسمتی سے بعض دفعہ انسانوں پر ایسے دور آتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے اصلاحی نظام سے گزرتے ہوئے بہت کم ہیں ان میں جو فائدہ اٹھائیں اور ایک بھاری تعداد ہے جو WASTE MATERIAL کے طور پر ایک طرف پھینک دی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت نوحؑ کے زمانے میں آپ دیکھیں اسی طرح کا ایک روحانی کارخانہ جاری ہوا تھا جیسے ہر نبی کے زمانے میں جاری ہوتا رہا لیکن بنی نوع انسان کی ایک بھاری تعداد ایسی تھی جو WASTE MATERIAL تھا اور بہت بڑے تھے جو کارخانے سے اپنی آخری مکمل صورت میں نکھر کر دنیا کے سامنے ظاہر ہوئے۔ پس خدا تعالیٰ نے اُن نکھرے ہوئے وجودوں کو تو بچا لیا اور WASTE MATERIAL کو ضائع کر دیا۔ بنی نوع انسان کے پاس ایسا کوئی طریق نہیں ہے کہ وہ WASTE MATERIAL سے کُلّیۃً نجات حاصل کر سکیں۔ اس لئے مذاہب کے WASTE جمع ہوتے ہوتے بالآخر یعنی وہ WASTE جن کو عبرت کا نشان بنا کر یا اور صورتوں میں یا بعض بعد کے فوائد کے لئے باقی رکھا جاتا ہے۔ بعض دفعہ RECYCLE کرنے کے لئے بھی WASTE کو باقی رکھا جاتا ہے، وہ WASTE مغضوب بن کر اور ضالین بن کر بنی نوع انسان کو مصیبت ڈال دیتے ہیں۔

خدا کے غضب کا مورد انسان خود بنتا ہے

یہاں خدا تعالیٰ نے لفظ مغضوب علیہم رکھا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ خدا اُن پر غضبناک ہوا۔ مغضوب کا مطلب ہے وہ لوگ جن پر غضب کیا گیا یا غضب کا مورد بنائے گئے یا بنائے جا رہے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اے خدا! ہمیں ان کا رستہ نہ دکھا جن پر تُو غضبناک ہُوا۔ اس لئے کہ غضب دراصل ان بندوں سے شروع ہوتا ہے اور خدا سے نہیں ہوتا۔ غضب کا آغاز بندے سے ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ محض ردّ عمل کی صورت میں غضبناک ہوتا ہے جیسا کہ مَیں نے تفصیل سے آپ کو سمجھایا ہے کہ ایک ماں اپنے رحم کی وجہ سے غضبناک ہوتی ہے۔ پس خدا کی یہ شان ہے کہ یہاں غضب کے مضمون میں یہ اشارہ فرما دیا کہ اگرچہ بعد میں آپ یہ بھی دیکھیں کہ خدا تعالیٰ غضبناک ہوا لیکن سورۃ فاتحہ نے اشارہ کر دیا اور یہ مضمون کھول دیا کہ دراصل غضب کا آغاز بندے کی طرف سے ہوتا ہے اور اپنے غضب کے نتیجے میں وہ مغضوب بنایا جاتا ہے پھر ایسا شخص بندوں کا بھی مغضوب ہو جاتا ہے اور خدا کا بھی مغضوب ہو جاتا ہے۔ پس ضمیر کو واضح نہ کرنے کے نتیجے میں مضمون میں اور کشادگی پیدا کر دی اور وسعت پیدا فرما دی کہ اے خدا! ہمیں اُن لوگوں کے رستے پر نہ ڈال دینا جو WASTE PRODUCT ہیں۔ جو سورۃ فاتحہ کے روحانی نظام سے گزرتے ہیں یعنی سورۃ فاتحہ کا روحانی نظام تو وہی ہے جو ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے پھیلا پڑا ہے۔ کیونکہ اگر قرآن کی ماں ہے تو ساری کائنات کی ماں بھی سورۃ فاتحہ بن جاتی ہے۔ پس اے خدا! جو تیرے روحانی نظام سے جس کا ذکر تُو نے سورۃ فاتحہ میں فرمایا ہے استفادہ نہیں کر سکتے ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو کلیۃً محروم ہو جاتے ہیں اور وہ مغضوب ہیں۔ اُن پر بندے بھی غضبناک ہوتے ہیں کیونکہ اُن کے بندوں پر غضبناک ہونے کے نتیجے میں تُو نے ان کو غضب کا نشانہ بنایا ہے۔ پس چونکہ وہ بندوں سے ظلم اور سفّاکی کا سلوک کرتے ہیں رفتہ رفتہ اُن کے خلاف نفرتیں بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں اور پھر آخر وہ یہاں تک بار بار بندوں کے غضب کا نشانہ بنائے جاتے ہیں اور چونکہ وہ خدا کے بندوں سے غضب کا سلوک کرتے ہیں اس لئے آسمان سے وہ خدا کے غضب کا نشانہ بھی بنائے جاتے ہیں۔ اس طرح دوہری لعنتوں کا شکار ہو جاتے ہیں ان لوگوں میں، ہمیں نہ داخل فرمانا۔ ہمیں ان بدنصیبوں میں نہ لکھ دینا۔ ہمیں اُن خوش نصیبوں میں لکھنا جو تیرے روحانی نظام سے گزر کر اُس سے فیض پا کر، ایک نئی خلقت کے طور پر دنیا میں ابھریں اور نئی عظیم الشان بنی نوع انسان کو فائدہ دینے والی صورت میں ایک نیا وجود پائیں۔ یہ ہے (ہمیں سیدھے راستے پر چلا) کی دعا جو (ان کے راستے پر نہیں جن پر تیرا غضب ہُوا یا جو گمراہ ہو گئے) کی صورت میں جا کر پھر مکمل ہوتی ہے۔

ضالین اور مغضوب علیہم کا فرق

ضالین سے مراد وہ لوگ ہیں جو مغضوب کی حد تک تو خدا کی ربوبیت اور رحمانیت سے نہیں کاٹے گئے مگر کچھ نہ کچھ تعلق انہوں نے ضرور توڑا ہے اس لئے ان کو گمراہوں میں لکھا ہے اور خصوصیت کے ساتھ وہ لوگ ضالین ہیں جن کا خدا کی بعد میں آنے والی صفات سے زیادہ تعلق کاٹا گیا ہے یعنی اگرچہ ربوبیت سے بھی یہ کچھ تعلق کاٹ دیتے ہیں اور رحمانیت سے بھی لیکن رحیمیت اور مالکیت سے یہ بہت زیادہ قطع تعلق کرتے ہیں اور جن کا تعلق مالکیت سے کٹ جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ ضالین ہو جاتے ہیں۔ اِس مضمون کی تفصیل میں بھی جانے کا یہاں وقت نہیں مگر میں نے پہلے چونکہ ذکر کر دیا تھا اس لئے میں اُس تعلق کو اس ذکر سے جوڑتا ہوں اور وہ ذکر میں نے یہ کیا تھا کہ حضرت (بانیؑ سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے معرفت کا یہ عظیم الشان نکتہ ہمیں سمجھایا کہ عیسائیوں پہ جو وبال ٹوٹا ہے وہ خدا کی صفتِ مالکیت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اور اس پہ ایمان نہ لانے کی وجہ سے ٹوٹا ہے۔ وہ خدا کو محض عادل سمجھتے ہیں اور مالک نہیں سمجھتے اور قانون دان نہیں سمجھتے۔ اور قانون کا مالک نہیں سمجھتے اس لئے یہ سوچنے پہ مجبور ہیں کہ وہ عدل کے تقاضوں سے بالا ہو کر بندوں سے مغفرت کا سلوک نہیں کر سکتا۔ جس نے مالک سے تعلق توڑا وہ ضالین میں شامل ہو گیا اور اُن کے متعلق ہمیں علم ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور بعض دوسرے مفسرین نے آنحضورؐ کی ہدایات کی روشنی میں جو تفاسیر لکھی ہیں ان میں یہ بات بہت کھول کر بیان کی گئی ہے کہ اگر مغضوب یہودی ہیں تو ضالین عیسائی ہیں۔ پس ضالّ ہونے کا یعنی گمراہ ہونے کا خصوصیت کے ساتھ مالکیت کے انکار سے تعلق ہے۔ اسی لئے میں نے آپ کے سامنے یہ اشارہ رکھا ہے کہ مغضوبیت زیادہ تر ربوبیت اور رحمانیت سے منقطع ہونے کے نتیجے میں ظاہر ہوتی ہے اور ضالین ہونا زیادہ تر رحیمیت اور مالک سے قطع تعلق ہونے کے نتیجے میں ظاہر ہوتا ہے یعنی ضالّ بننا۔ بہرحال اِس مضمون کو چھوڑتے ہوئے اب میں آگے بڑھتا ہوں۔

سورۂ فاتحہ کی بے مثال وسعت

ایک اور بہت اہم بات سورۂ فاتحہ کے متعلق آپ کو یاد رکھنی چاہئے کیونکہ آپ بار بار اس کو نماز میں پڑھتے ہیں اور پڑھتے رہیں گے تو اس کا مضمون بہت وسیع ہو کر آپ کے پیشِ نظر رہنا چاہئے۔ اس لئے کہ ہر وقت انسان ایک حال میں نہیں ہوتا اور سورۂ فاتحہ ایک ایسی عظیم الشان سورۃ ہے جو انسان کے ہر حال سے تعلق رکھنے کے لئے مزاج رکھتی ہے اور وسعت رکھتی ہے۔ اس لئے آپ جتنا زیادہ سورۂ فاتحہ کے مزاج سے شناسا ہوں گے اتنا ہی زیادہ آپ کے کسی نہ کسی حال میں یہ آپ کے کام آسکے گی ورنہ بعض حالتوں میں جب آپ نماز پڑھیں گے تو سورۂ فاتحہ آپ کو ایک بے تعلق سی چیز دکھائی دے گی

لیکن اگر اس کی وسعتوں کو سمجھیں گے تو یاد رکھیں یہ آپ کی وسعتوں پر ہمیشہ حاوی رہے گی اور کبھی بھی یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ کی کوئی حالت سورۃ فاتحہ کی وسعت سے باہر نکل جائے۔ یہ جو پہلو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اس کا تعلق ضمائر سے ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ سورۂ فاتحہ جب اللہ کا تعارف کرواتی ہے تو اس میں سوائے غائب کے کوئی ضمیر نظر نہیں آتی (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یوم آخرت کا مالک ہے) میں کوئی ظاہر ضمیر نہیں ہے۔ وہ ربّ یا یہ ربّ یا تو یا میں یا ہم یا آپ کسی قسم کی کوئی ضمیر نہیں مگر غائب کا مضمون ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی تمام صفات کو غائب میں اور جمع کی صورت میں اکٹھا کر کے دکھایا گیا۔ اس کے بعد مضمون نے ایک پلٹا کھایا اور پہلی دفعہ کھلم کھلا ضمائر کا استعمال اس طرح ہوا کہ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کی دعا میں ہم نے اپنی طرف سے جمع متکلم کا صیغہ لگایا اور خدا کی طرف واحد مخاطب کا۔ یعنی خدا کو تو کہا اور اکیلا کر دیا۔ اپنی تمام صفات کے باوجود خدا تعالیٰ کی ایک ایسی ہستی کا تصور ہمارے سامنے اُبھرا جو غیر منقسم ہے، جو جمع تفریق نہیں ہو سکتی اور واحد ہے۔ پس دُعا مانگی تو اس وہم میں مبتلا ہو کر نہیں کہ چونکہ صفات زیادہ ہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے خدا تعالیٰ بھی کئی قسم کے مختلف وجود رکھتا ہو اور اپنے آپ کو جمع کر دیا گویا تمام کائنات کی نمائندگی اختیار کر لی۔ ربّ العالمین کا تصوّر ایک نئے رنگ میں ہمارے سامنے ابھرا اور ہم نے یہ سوچا کہ جب وہ سب جہانوں کا ربّ ہے تو اس سے تعلق رکھنے کے لئے ہم سب کی نمائندگی میں کیوں نہ اس سے مانگیں کیونکہ وہ سب کا ہے۔ اگر سب کی طرف سے مانگیں گے تو ہماری دعا میں زیادہ اثر پیدا ہوگا اور ہم بھی اس کی ربّ العالمین ہونے کی صفت میں حصہ پالیں گے۔ پس (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کی دعا نے یہ دونوں باتیں ہمیں سمجھا دیں کہ ربّ اپنی تمام صفات کے باوجود اکیلا ہی ہے اور کائنات پھیلی پڑی ہے اور بے شمار ہے۔ انسان اپنی ذات میں اس ساری کائنات کو مجتمع کر سکتا ہے اور اس ساری کائنات کی نمائندگی میں خدا سے دعا کر سکتا ہے اور یہ دعا واقعۃً تمام کائنات کی نمائندگی میں ہو سکتی ہے کیونکہ جب ہم کہتے ہیں (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) تو درحقیقت ہم عبادت کا حق ادا کریں یا نہ کریں قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ ساری کائنات واقعۃً عبادت کر رہی ہے تو یہ محض ایک مبالغہ آمیزی نہیں ہے یا محض ایک ذوقی نکتہ نہیں ہے بلکہ ٹھوس حقیقت ہے کہ جب ہم (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کہتے ہیں کہ اے خدا صرف تیری، ہم سب عبادت کرتے ہیں یعنی کل عالمین، تو بالکل سچ بات کر رہے ہوتے ہیں اور چونکہ تمام کائنات کا نمائندہ انسان واقعۃً ہے۔ اس میں تمام کائنات کا شعور خلاصے کی صورت میں پیدا کیا گیا ہے اور سب سے اعلیٰ شعور انسان کو عطا کیا گیا ہے اس لئے بحیثیت مخلوقات میں سے افضل ہونے کے وہ نمائندگی کا حق بھی رکھتا ہے۔

تمام کائنات کا خدا کے حضور جھکنا

پس جو تخلیق میں سب سے افضل ہے وہ جب عبادت کا اقرار کرے اور خدا کے حضور جھک جائے تو گویا تمام کائنات خدا کے حضور جھک رہی ہے۔ پس ایسا انسان جو عبادت کے وقت اپنا یہ مقام پیشِ نظر رکھے اس کے رکوع اور سجود میں ایک اور شان پیدا ہو جاتی ہے اور وہ خدا کے حضور اکیلا نہیں جھک رہا ہوتا بلکہ نعبد کے ساتھ جھک رہا ہوتا ہے۔ تمام کائنات کا خلاصہ بن کے جھک رہا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جب نعبد کی دعا عرض کرتے تھے کہ اے خدا! اے ربّ العالمین!! ہم سب جو بھی عبادت کرنے والے ہیں، وہ سب تیرے حضور جھکتے ہیں اور میں ان کا سردار ہونے کی حیثیت سے یہ اقرار کرتا ہوں کہ تو ہی عبادت کے لائق ہے اور تیرے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہماری سب سرداریاں تیرے حضور سجدہ ریز ہیں۔ ہمارے ماتھے تیرے حضور عاجزانہ طور پر اپنے آپ کو مٹی میں رگڑتے ہیں اور گریہ وزاری کرتے ہیں اور اپنی عاجزی کا اقرار کرتے ہیں تو جب تمام کائنات کا سردار جس کو خدا نے پیدا کیا خدا کے حضور رکوع کرتا تھا اور سجدے کرتا تھا اور (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) پڑھا کرتا تھا تو حقیقت میں تمام کائنات اور اس تمام کائنات کا خلاصہ خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ پس اس شان کی عبادت تو آج کسی کے لئے ممکن نہیں ہے کیونکہ اگر ممکن ہے بھی تو اس کو استطاعت نہیں ہے یعنی بشری طور پر اس کے اندر یہ استطاعت نہیں ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی عبادت کے برابر پہنچ سکے۔

اپنی عبادات میں وسعت دیں

اس لئے حسبِ توفیق اپنی عبادت کو ایسی وسعت دینا ضروری ہے اور اس وسعت کا آغاز اپنے خاندان سے کریں (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) میں اگر آپ باشعور طور پر باقی چیزوں کو شامل نہیں کر سکتے تو اپنی بیوی، اپنے بچوں اور اپنے عزیزوں کو تو شامل کریں۔ اگر آپ خدا تعالیٰ کی جماعت کی طرف سے کسی عہدے پر مامور ہیں تو اُن سب کو شامل کریں۔ اگر آپ قائد خدام الاحمدیہ ہیں تو خدام کو شامل کریں۔ اگر لجنہ کی صدر ہیں تو لجنات کو شامل کر لیں۔ غرضیکہ جس دائرے پر بھی آپ کو کسی کام پہ مامور فرمایا گیا ہے ان کو اپنے ساتھ شامل کریں۔ ایسی صورت میں جب (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کہیں گے تو اس کے ساتھ ہی اپنے نفس کا ایک محاسبہ بھی شروع ہو جائے گا اور انسان یہ سوچے گا کہ کس حد تک میں ان کی نمائندگی کا حق رکھتا ہوں۔ کیا میں نے ان کو عبادت کرنے میں اپنے ساتھ شریک کرنے کی کوشش بھی کی ہے کہ نہیں۔ کیا میں نے واقعۃً چاہا ہے کہ یہ سارے میرے ساتھ خدا کی عبادت کرنے والے بنیں۔ پس اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کے مضمون میں سے کچھ ہوا نکل جائے گی، کچھ جان نکل جائے گی۔ وہ طاقت اس میں نہیں پیدا ہو سکتی۔ پس دیکھیں وہی دعا ہے (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کی لیکن حالات کے بدلنے کے ساتھ اس کے معنی بدلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ بعض صورتوں میں یہ بہت قوی دعا بن کے ابھرتی ہے۔ بعض صورتوں میں اس میں ناطاقتی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کی دعا کا مضمون بہت ہی وسیع اور گہرا ہے۔ اس کا ایک طرف ربّ، رحمان، رحیم اور مالک سے تعلق ہے اور دوسری طرف کل عالمین سے اس کا تعلق بن جاتا ہے اور آپ ربّ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی مخلوقات کے درمیان واسطہ بن جاتے ہیں۔

ضمائر کا یہی مضمون آگے بڑھتا ہے اور اب ہم رکوع میں داخل ہوتے ہیں۔

آپ نے کبھی سوچا یا نہیں سوچا لیکن یہ تعجب کی بات ضرور ہے کہ رکوع میں جاتے ہیں تو ہم بھی اکیلے اور خدا بھی اکیلا (پاک ہے میرا ربّ بڑی عظمتوں والا پاک ہے میرا ربّ بڑی عظمتوں والا) اور یہی سجدے میں حال ہے۔ ربّ العالمین میرا ربّ بن گیا اور یہ بہت دلچسپ بات ہے اور لطف کی بات ہے اور بے انتہاء شکر کی بات ہے کہ وہ شخص جو نماز کو سمجھتے ہوئے اخلاص کے ساتھ ادا کرتے ہوئے رکوع تک پہنچتا ہے اس کو گویا نماز یہ پیغام دے رہی ہے کہ تُو نے خدا کی ربوبیت کو عالمین کے اوپر قبول کیا اور سمجھا اور خدا کی ربوبیت کا نمائندہ بننے کی کوشش کی۔ تُو نے خدا کی رحمانیت کو کُل عالمین پر جاری ہوتے دیکھا اور سمجھا اور پھر خود خدا کی نمائندگی میں اپنی رحمانیت کو اسی طرح پھیلانے کی کوشش کی غرضیکہ مالک تک آپ پہنچیں تو اِن سب باتوں کا جواب پھر خدا کی طرف سے یہ آتا ہے کہ تو نے تو مجھے (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کہا کہ اے خدا! میں تمام بنی نوعِ انسان کی یا ان سب کی نمائندگی میں جن کو تو نے میرے تابع فرمایا ہے تیری عبادت کرتا ہوں۔ اس لئے اب میں تجھ پر تیرا خدا بن کے ابھروں گا اور تجھے یہ حق عطاء کرتا ہوں کہ تُو کہہ...... پاک ہے میرا ربّ جو میرا ربّ ہے۔

اب یہاں جو غائب تھا وہ غائب نہ رہا۔ جو سب کا تھا وہ سب کا ہوگا بھی لیکن یہاں اپنا بن کے ابھرا ہے اور میرا ربّ بن کے اُبھرا ہے۔ پس جس کا ربّ عظیم ہوا اُس کو بھی عظمتوں سے حصّہ ملے گا۔ اس میں یہ خوشخبری بھی عطا کر دی گئی کہ اب تُو عام انسان نہیں رہا۔ تُو نے ایک ایسی ذات سے تعلق جوڑ لیا ہے اور اس کو اپنا بنا لیا ہے اور وہ تیرا ہو چکا ہے کہ اَب اُس کی عظمتوں سے تجھ کو حصّہ دیا جائیگا اور جب وہ سجدے میں جاتا ہے اور دنیا کی نظر میں بظاہر بالکل ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے یعنی اس سے زیادہ دنیا کی نظر میں انسان کے لئے کیا رسوائی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنا ماتھا کسی کے حضور خاک پر رگڑنے لگے، وہاں اُس کے دل سے یہ آواز اٹھتی ہے: (پاک ہے میرا ربّ بڑی شان والا) وہ ربّ جسے میں نے اپنا بنا لیا ہے، جس نے مجھے اپنا بنا لیا ہے وہ ہر دوسری چیز سے بلند تر اور اعلیٰ ہے اور اس کے مقابل پر کسی اور چیز کی کوئی حیثیت نہیں تو خدا کے عُلُوّ میں سے، خدا کا بلند مرتبہ ہونے میں سے ان عاجز بندوں کو بھی حصہ عطا کیا جاتا ہے اور اس طرح ضمائر کا مضمون دیکھیں کہاں سے شروع ہو کر کہاں تک پہنچا اور بظاہر سجدے کی انتہائی جھکی ہوئی حالت میں ہے لیکن اس جھکی ہوئی حالت میں یہ مضمون اپنے معراج کو پہنچ جاتا ہے اور انسان کو یہ سبق دے جاتا ہے کہ اس کی ہر ترقی کا راز اُس کے عجز میں ہے۔ جتنا زیادہ وہ خدا کے حضور گرے گا اور جھکے گا اتنا ہی زیادہ اُسے سربلندی عطا کی جائے گی۔ پس ضمائر کے لحاظ سے بھی آپ دیکھیں تو نماز ایک عظیم الشان پیغام رکھتی ہے اور گہرے سبق رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ نماز میں زمانوں کو بھی اس رنگ میں استعمال فرمایا گیا ہے کہ ایک بہت ہی دلکش مضمون ہمارے سامنے ابھرتا ہے اور ہمارے دماغوں کو روشن کرتا چلا جاتا ہے لیکن میں گھڑی کو دیکھ رہا ہوں۔ اب چونکہ وقت تھوڑا رہ گیا ہے، چند اور باتیں بھی نماز سے متعلق کہنی باقی ہیں۔ اس لئے (اللہ نے چاہا تو) آئندہ جمعہ پر ہی اگر وقفِ جدید کی باتیں کرنے کے بعد وقت بچا ورنہ پھر اس سے آئندہ جمعہ پر اس مضمون کو جاری رکھیں گے۔"

نادار اور یتیم بچوں کی تعلیم کیلئے شعبہ امداد طلبہ کیلئے عطایا

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے شعبہ امداد طلبہ سے مستحق نادار اور یتیم طلبہ و طالبات کو تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں۔ یہ شعبہ مشروط بآمد کے طور پر ہے اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں جماعت کے صاحبِ حیثیت اور مخیّر احباب سے گزارش ہے کہ وہ عطیات اور صدقات کی رقوم براہِ راست بنام نگران امداد طلبہ یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں مد امداد طلبہ بھجوائیں

(ناظر تعلیم)

خبریں

ملکی خبریں

○ آزاد کشمیر کی وادی نیلم میں ہفتے کی رات کو برف کے تودے گرنے سے ۲۴ افراد ہلاک ہو گئے بہت سے مکانات بھی تباہ ہو گئے ہیں۔ شدید برفباری کی وجہ سے امدادی کارروائیاں نہیں کی جا سکیں۔

○ پیر پگاڑا کے خلیفہ دین محمد سنجرانی اور ان کے سات ساتھیوں کو مسلح ڈاکوؤں نے اغوا کر لیا۔

○ اندرونِ سندھ ڈاکوؤں نے ایک اور واردات میں ۴ افراد کو ہلاک ۱۰ کو زخمی اور ۱۲ کو اغوا کر لیا۔

○ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو اگلے چند دنوں میں خلیج کی صورتِ حال کے حوالے سے تیونس اور ایران کا دورہ کرنے والی ہیں۔

○ ہائی ویز پر ڈیزل کی قلت کی وجہ سے بلیک میں ڈیزل فروخت ہونا شروع ہو گیا ہے پٹرول پمپ مالکان کا کہنا ہے کہ ہمیں ڈیزل کی سپلائی نصف مل رہی ہے۔

○ سینٹ کی خالی ہونے والی ۴۶ نشستوں پر الیکشن ۱۴ مارچ کو ہوں گے۔

○ اسلام آباد میں پاکستان اور رومانیہ کے درمیان باہمی تعاون اور تجارت کے فروغ کے لئے ایک سمجھوتے پر دستخط ہو گئے ہیں۔

○ پاک ایران سرحد پر چاولوں سے بھرے ہوئے دو ایرانی ٹرکوں پر فائرنگ سے ایک عورت سمیت دو ایرانی زخمی ہو گئے۔

○ قانون اور پارلیمانی امور کے وزیر نے قومی اسمبلی کو بتایا ہے کہ خلیج کی جنگ کے سلسلہ میں پاکستانی فوجیوں کی سعودی عرب سے لاشیں آنے کی خبریں بے بنیاد ہیں۔

○ جھنگ کے کوٹ ستائی سنگھ میں مسلح ڈاکو ہائی سکول کے کلرک سے دن دہاڑے ۴۲۸۰۰ روپے چھین کر فرار ہو گئے اور کلرک کو گولی مار کر زخمی کر دیا۔

○ چنیوٹ میں پولیس نے چھاپہ مار کر دو پیٹی شراب اور ایک کلو چرس برآمد کر لی۔ متعدد منشیات فروش گرفتار کر لئے گئے۔

○ کراچی کے مختلف علاقوں میں ایک ہی روز ڈکیتی کی نو وارداتیں ہوئیں جن میں لاکھوں روپے کا سامان لوٹ لیا گیا۔ ڈاکوؤں نے ایک بینک اور مسلم لیگ کے ایک گھر کا بھی صفایا کر دیا۔

غیر ملکی خبریں

○ اتحادی افواج نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کی بمباری کے نتیجہ میں کویت میں عراقی افواج کی سپلائی لائن تباہ ہو گئی ہے۔

○ امریکہ کا ایک ۵۲ B بمبار طیارہ اور ایک کوبرا ہیلی کاپٹر جنگ میں تباہ ہو گئے ہیں۔

○ معلوم ہوا ہے کہ عراق کی طرف سے پھینکے جانے والے سکڈ میزائیل کے نتیجہ میں ریاض اور تل ابیب میں بڑے پیمانے پر لوگ زخمی ہوئے ہیں۔

○ اتحادیوں کے حملہ کے نتیجہ میں عراق کے کیمیائی گیس کے ذخائر میں سے گیس نکلنی شروع ہو گئی ہے جس سے علاقہ کے افراد کے شدید متاثر ہونے کا خطرہ ہے۔

○ ایرانی حکومت ایک اجلاس بلانے پر غور کر رہی ہے جس میں خلیج میں بہنے والے تیل کے خطرات سے بچنے کے انتظامات کئے جائیں گے۔

○ کویت کے نائب وزیر خارجہ ایران پہنچ گئے ہیں۔ وہ ایرانی حکام سے یہ یقین دہانی چاہیں گے کہ ایران خلیج کی جنگ میں بدستور غیر جانبدار رہے گا۔

○ افغانستان کو زلزلہ کی تباہ کاریوں کے بعد اب شدید سیلاب کا سامنا ہے۔ اس کی ایران سے ملنے والی سرحد کے علاقہ میں ہزاروں مکانات تباہ ہو چکے ہیں۔ سینکڑوں افراد کے ہلاک ہونے کی بھی خبریں ملی ہیں۔

○ بھارتی فوجوں نے حریت پسندوں کے آپریشن کلین اپ کے بہانے مزید ۱۷ کشمیری حریت پسندوں کو ہلاک کر دیا ہے۔

○ ہفتہ کے روز یمن میں فرانس کے سفارت خانے کے سامنے دھماکہ ہوا۔ کسی جانی نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔

○ بنگلہ دیش میں کسٹم حکام نے صومالیہ کی پانچ خواتین کو لاکھوں ڈالر کا سونا سمگل کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے۔

صبر کنندہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا

حضرت امام جماعت احمدیہ (الاول) فرماتے ہیں "باہم محبت بڑھاؤ اور فتنوں کو دور کر دو اور یہ محبت بڑھ نہیں سکتی جب تک کسی قدر صبر سے کام نہ لو اور یاد رکھو صبر والے کے ساتھ خدا خود آپ ہوتا ہے۔ اس واسطے صبر کنندہ کو کوئی ذلت و تکلیف نہیں پہنچ سکتی"

(خطبات نور صفحہ ۱۲۲ ۔ حصہ دوم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

جدید علم کلام کے عالمی اثرات

مصنف ـــــ مولانا دوست محمد شاہد
ناشر ـــــ احمد اکیڈمی۔ ربوہ

مولانا دوست محمد شاہد احمدیہ جماعت کے موجودہ دور کے مصنفین کی صف اول میں شمار ہوتے ہیں۔ "مورخ احمدیت" ہونے کی وجہ سے جماعت کے مختلف پہلوؤں پر آپ کی گہری نظر ہے اور نہ صرف وہ سب کچھ جو جماعت کے بزرگوں اور دوستوں نے اب تک لکھا ہے۔ ان کی نظر میں ہے بلکہ ضرورت کے مطابق وہ دنیا بھر کے اخبارات اور رسائل اور کتب سے حوالے جمع کرتے رہتے ہیں اور اس طرح ان حوالوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ آپ کے پاس موجود ہے۔ اسی ذخیرے میں سے گاہے گاہے آپ نوادرات پیش کرتے رہتے ہیں جو جماعت میں خصوصی پذیرائی حاصل کرتے ہیں۔

حال ہی میں احمدیہ اکیڈمی ربوہ نے آپ کی ایک تصنیف "جدید علم کلام کے عالمی اثرات" جو صرف احمدیوں کے لئے ہے۔ شائع کی ہے۔ یہ ۱۵۶ صفحات کی دیدہ زیب کتاب جس کی کتابت بھی اچھی ہے کاغذ بھی سفید ہے۔ اور سرورق بھی موجودہ دور کی تصانیف کے مطابق نہایت خوبصورت ہے

اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ نے اپنے ہر نظریے اور اشارے کے لئے متعدد کتب یا اخبارات سے حوالے پیش کئے ہیں جس سے کتاب کے استناد میں خاصا فرق پڑتا ہے۔ بات کہہ دینے سے بھی سمجھ تو آسکتی ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ اس سے مطابقت رکھنے والے مختلف اخبارات و رسائل اور کتب کے حوالے بھی پیش کئے جائیں تو یقیناً بات زیادہ سمجھ آجاتی ہے۔ اس کتاب کے عنوانات کی فہرست کچھ یوں ہے۔ جدید علم کلام کے عالمی اثرات، غیر شعوری اثرات، عملی اثرات، نظریاتی اثرات، دنیائے عرب، برصغیر پاک و ہند، غلبہ دین کا روح پرور نظارہ، ایران، روس، یورپ اور امریکہ بعض دیگر مستشرقین کے تاثرات اور ضمیمہ کے طور پر اکناف عالم میں احمدیت کا چرچا۔ خان بہادر شیر جنگ صاحب آفیسر سروے آف انڈیا کے قلم سے نہایت روح پرور چشم دید واقعات۔ از ۱۹۰۰ء تا ۱۹۲۲ء

چند ایک حوالے ہم اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ پاکستان کے ایک فاضل اور محقق جناب ڈاکٹر نثار احمد صاحب نے رسالہ نقوش لاہور میں لکھا۔ دور ۱۹۰۰ء تا ۱۹۲۵ء تحریک استشراق کے عروج و کمال سے عبارت ہے۔ اس عہد میں تحریک استشراق کو بھرپور فروغ حاصل ہوا مستشرقین کے انداز و اطوار اگرچہ بدل گئے تاہم کیفیت و کمیت دونوں اعتبار سے ان کے اخلاق اپنے اسلاف پر بازی لے گئے۔ چنانچہ (الف) کمیت کا اندازہ تو اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ زیر بحث دور میں مستشرقین کی ایک بہت بڑی تعداد سامنے آئی۔ اس میں ہر قسم کے مستشرقین شامل تھے۔ جو خاموش صلیبی جنگ کے اس محاذ پر یورپ کے تقریباً تمام علاقوں کی نمائندگی کرنے والے تھے۔ مثلاً فرانس، اٹلی، انگلستان، سپین، پرتگال، آسٹریا، ہالینڈ، جرمن، ڈنمارک، سویڈن سوئٹزرلینڈ، ہنگری، روس، بلجیم، چیکوسلواکیہ فن لینڈ وغیرہ اور امریکہ والے بھی شریک ہو گئے (ب) کیفیت کے اعتبار سے مستشرقین نے تصنیف و تالیف کے ڈھیر لگا دیئے۔ ان کے مطالعہ اور تحقیق و تدقیق کا دائرہ بھی محدود نہ رہا۔ بلکہ قائد اسلام، قرآن، حدیث سنت، فقہ، اجتہاد، عرب اور اہل عرب اور احوال عرب، ترکوں عربوں کے تعلقات اسلام کی اصلیت، اسلامی تہذیب و تمدن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح وغیرہ پر کثرت سے لکھا گیا۔ اس دور میں مستشرقین کا معیار تحقیق و استدلال بھی بلند ہوا اور تحقیق و جستجو اور تفتیش میں انہوں نے ایسا کمال دکھایا جو آج بھی باعث حیرت ہے۔ قدیم عربی مآخذ کی تلاش۔ مخطوطات اور قلمی نسخوں کی دریافت۔ آثار و اکتشافات قدیمہ کا مطالعہ کتابوں کی تفسیر و اشاعت، اسلامی تاریخی مآخذ کی ترتیب و تدوین، فہرستوں، اشاریوں اور تبویب وغیرہ کی تیاری اور اسی طرح کی دوسری سرگرمیاں، ان کی محنت، دریافت علم شناسی، اور مشرق نوازی کی روشن دلیل ہے۔ بلکہ یہ ان کا مسلمانوں پر احسان ہے کہ انہی کی کوششوں کے طفیل بہت سی نادر اور مفقود الخبر کتابیں مسلمانوں تک پھر سے پہنچیں اور متعارف ہوئیں"۔ ایک اور حوالہ پیش خدمت ہے۔

"نئی دہلی کا ماہنامہ الرسالہ (اسلامی مرکز کا ترجمان) اپنی جولائی ۱۹۸۵ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔ عجیب بات ہے کہ پاکستان میں بے شمار اسلامی جماعتیں اور اسلامی تنظیمیں ہیں۔ مگر غالباً کوئی ایک جماعت یا تنظیم ایسی نہیں ہے۔ جس کے پروگرام میں یہاں کے غیر مسلموں تک اسلام پہنچانا شامل ہو۔ پاکستان میں ہندو اور عیسائی قابل لحاظ تعداد میں آباد ہیں۔ مگر مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے تو انہوں نے بے انتہا ہنگامے کئے مگر غیر مسلموں کو اسلام کی رحمت میں داخل کرنے کے لئے کوئی بھی قابل ذکر کوشش اب تک پاکستان میں وجود میں نہ آسکی۔ حالانکہ اس ملک میں عیسائی زبردست تبلیغی کوشش میں مصروف ہیں۔ یہی حال ساری دنیا کے مسلمانوں کا ہے

ایک حوالہ حضرت فضل عمر کی ایک معرکۃ آلاراء تقریر جو حضور نے فروری ۱۹۴۵ء کو لاہور میں فرمائی۔ کا بھی ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

اس وقت کمیونزم کی کامیابی محض غیر کے مظالم کی وجہ سے ہے۔ جب ۵، ۶۰ سال کا عرصہ گزر گیا جب غیر کے ظلموں کی یاد دلوں سے مٹ گئی تب ہم سمجھیں گے کہ کمیونزم واقعہ میں ماں کی محبت اور باپ کے پیار اور بہن کی ہمدردی کو کچلنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ لیکن دنیا یاد رکھے کہ محبتیں کبھی کچلی نہیں جا سکتیں۔ وقت آئے گا کہ انسان اس مشینری کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے گا۔ اور اس نظام کو اپنے لئے قائم کرے گا۔ جس میں عائلی جذبات کو اپنی پوری شان کے ساتھ برقرار رکھا جائے گا۔" اس کے بعد روسی صدر میخائل گورباچوف کا ایک حوالہ جو تشکیل نو میں درج ہے پیش کیا جاتا ہے۔ تشکیل نو پیپلز پبلشنگ ہاؤس لاہور نے شائع کی تھی۔

"ہمیں ایسی دنیا چاہیئے جس میں جنگ نہ ہو ہتھیاروں کی دوڑ نہ ہو۔ ایٹمی ہتھیار نہ ہوں۔ ظلم و تشدد نہ ہو۔ محض اس لئے نہیں کہ ہمیں اپنی قومی ترقی کے لئے ان حالات کی ضرورت ہے۔ بلکہ اس لئے کہ معروضی حالات دیکھتے ہوئے یہ سب باتیں پورے کرہ ارض کے لئے ضروری ہیں ہماری نئی سوچ اس سے بھی ایک قدم آگے جاتی ہے آج دنیا نہ صرف ایٹمی تباہی کے خطرے کے سائے میں جی رہی ہے بلکہ ہمیں بہت سے اہم مگر لاینحل سماجی مسائل کا بھی سامنا ہے۔ سائنسی اور تکنیکی ترقی سے پیدا ہونے والے کھچاؤ کا بھی تدارک کرنا ہے۔ اور عالمی مسائل سے پیدا ہونے والی بدمزگی کو بھی دور کرنا ہے۔ آج تمام انسانیت کو ایسے مسائل درپیش ہیں جیسے پہلے کبھی نہ تھے۔ اور اگر ہم سب مل جل کر ان مسائل کا متفقہ حل نہیں تلاش کرتے۔ تو ہمارا مستقبل خطرے میں پڑ جائے گا۔ آج تمام ملک کسی نہ کسی صورت میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں اور ہتھیاروں کا ڈھیر خاص طور سے ایٹمی میزائلوں کے ذخیرے عالمی جنگ کی ابتدا کو ممکن بنا سکتے ہیں خواہ اس کا کوئی جواز ہو یا نہ ہو۔ اور خواہ وہ حادثاتی طور پر اچانک چھڑ جائے خواہ اس کا سبب تیکنیکی غلطی ہو یا انسانی غلطی۔ مگر ایسی ایٹمی جنگ سے روئے زمین سے ساری مخلوقات تباہی کے منہ میں چلی جائے گی۔ سب لوگ متفق ہیں کہ ایسی ایٹمی جنگ میں نہ کوئی جیتنے والا بچے گا۔ نہ ہارنے والا رہے گا۔ کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ یہ خطرہ جان لیوا ہے۔ اور پوری انسانیت کے لئے ہے"۔

جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے۔ ضمیمہ ایک معزز غیر از جماعت خان بہادر شیر جنگ صاحب آفیسر سروے آف انڈیا کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ اس کے ذیلی عنوان یہ ہیں۔ ایران کا سفر، ایبے سینیا کا سفر، تبت کا سفر خلیج کا سفر، ایک عرب سے حضرت مرزا صاحب کا تذکرہ، ایران میں احمدیت کا ذکر، شملہ کے احمدیوں سے ملاقات، افغانستان میں احمدیت، ایران کا تیسرا سفر، ایک روسی کرنل کی گفتگو حضرت مرزا صاحب کے متعلق "کردستان کی گفتگو حضرت مرزا صاحب کے متعلق، مختلف سفر، سیلاط سے دوبارہ ملاقات۔ مختلف شہروں کا سفر، ایک معزز افسر کی احمدیت کے متعلق گفتگو، سیلاط سے پھر ملاقات، راجپوتانہ میں احمدیت کا ذکر۔

کتاب احمدیہ اکیڈمی ربوہ نے شائع کی ہے قیمت درج نہیں۔

(ن۔س)

مسابقت کا ثواب

بفضل خدا ہر جماعت اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعوت پر تحریک جدید کے سال ۵۷ کے لئے وعدے بھجوانے میں کوشاں ہے۔ لیکن زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لئے مسابقت کی روح سے کام کرنا از بس ضروری ہے۔ اس لئے تاکیدی درخواست ہے کہ جو جماعتیں ابھی تک وعدہ جات نہیں بھجوا سکیں۔ جلد از جلد وعدہ جات بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

وکیل المال اول۔ تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

سات ستمبر ۱۹۴۷ء کو منعقدہ مجلس مشاورت میں یہ طے پایا کہ قادیان سے احمدی بچوں اور عورتوں کو پاکستان پہنچانے کا فوری بندوبست کیا جائے۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۷ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) نے بھی اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ تحریک فرمائی کہ ہمیں کم از کم ۲۰۰ ٹرکوں کی اس سلسلے میں فوری ضرورت ہے حضور نے اس خطبہ میں قادیان کے حالات کا ذکر بھی فرمایا جس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ اس وقت قادیان میں عورتوں اور بچوں کی کیا حالت تھی۔ حضور (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) نے فرمایا وہاں آٹھ نو ہزار عورتیں اور بچے ہیں۔ جو نکالنے کے قابل ہیں۔ ورنہ غذا کی حالت اور حفاظت کے انتظامات میں سخت دقتیں پیدا ہو جائیں گی۔ وہاں کی غذائی حالت خراب ہے۔ نمک مرچ سب ختم ہو چکا ہے۔ گو میں نے یہاں سے انتظام کر کے یہ چیزیں وہاں کچھ بھجوائی ہیں۔ مگر پھر بھی وہاں کی غذائی حالت تشویشناک ہے۔ آٹے کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ گھی ختم ہے۔ لکڑی ختم ہے۔ اس لئے عورتوں اور بچوں کو قادیان سے نکالنا قادیان کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ پس جس جس دوست کی طاقت میں ہو اور وہ ٹرک کا انتظام کر سکتے ہوں انہیں چاہئے کہ وہ ٹرکوں کا انتظام کر کے میاں بشیر احمد صاحب کو ملیں۔ تاکہ ایک نظام کے ماتحت عورتوں اور بچوں کو وہاں سے نکالا جا سکے۔ اسی خطبہ جمعہ میں حضور (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے قادیان میں مقیم بعض ایسی مخلص احمدی عورتوں کا بھی ذکر کیا جو کہ حد درجہ خطرناک حالات کے باوجود "ایسی دلیر ہیں کہ وہ نکلنے سے انکار کر دیتی ہیں"۔

ٹرکوں کی جو تحریک حضور نے فرمائی تھی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت ڈالی چنانچہ لاہور سے ٹرک مسلسل قادیان جانے لگے سب سے بڑا کنوائے گیارہ بارہ اکتوبر ۱۹۴۷ء کا تھا جس میں پہلے روز ۱۸ اور دوسرے روز ۲۷ ٹرک تھے۔ آخری کنوائے ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء کو لاہور پہنچا۔ ان کے ذریعے قادیان کے تمام احمدی بچے اور مستورات حفاظت کے ساتھ لاہور پہنچ گئے۔ مستورات اور بچوں کے انخلاء کا یہ عظیم معرکہ کتنی سخت محنت اور جدوجہد سے سر کیا گیا اس کا اندازہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) کے ایک اہم مضمون کے مندرجہ ذیل اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"ہماری آنکھیں دیکھ رہی تھیں کہ قادیان اور اس کے ماحول میں فتنہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور ضلع گورداسپور کے ایک ایک مسلمان گاؤں کو خالی یا تباہ کر کے قادیان کے ارد گرد خطرے کا دائرہ روز بروز تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف تقریباً ۵۰ ہزار بیرونی پناہ گزینوں نے قادیان میں جمع ہو کر ہماری مشکلات میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا اور ہم دیکھتے تھے کہ مفسد پردازوں کی سکیم صرف قتل و غارت یا لوٹ مار یا مسلمان آبادی سے ضلع کو خالی کرانے تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ اس میں مسلمان عورتوں کے ننگ و ناموس کو برباد کرنا بھی شامل ہے (چنانچہ میری موجودگی میں ہی ماحول قادیان کی اغواشدہ عورتوں کی تعداد ۷۰۰ تک پہنچ چکی تھی۔ اور بہت سی معصوم عورتوں کی عصمت دری کے نظارے گویا ہماری آنکھوں کے سامنے تھے) اس لئے ہم نے دوستوں کے مشورہ اور حضرت صاحب کی اصولی ہدایت کے ماتحت یہ فیصلہ کیا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو۔ عورتوں اور بچوں کو جلد از جلد قادیان سے باہر بھجوا دیا جائے۔ اور اس کے لئے ہم تقریباً مجنونانہ جدوجہد کے ساتھ دن رات لگے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ ایک دن میں نے انتہائی بے بسی کی حالت میں حضرت صاحب کو خط لکھا کہ ہمارے ارد گرد خطرے کا دائرہ بڑی سرعت کے ساتھ تنگ ہوتا جا رہا ہے اور آپ کی ہدایت یہ ہے کہ کسی صورت میں بھی حکومت کا مقابلہ نہ کیا جائے (اور حکومت کا مقابلہ ہماری تعلیم کے بھی خلاف ہے۔ اور ہماری طاقت سے بھی باہر۔ گو حق یہ ہے کہ اس وقت سکھ جتھے اور حکومت گویا ایک معجون مرکب بنے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے جدا رکھنا مشکل ہے) اور آپ کا یہ بھی فرمان ہے۔ کہ (ایمان لانے والے) کی جان کو حتی الوسع بچاؤ۔ کیونکہ ضائع شدہ جائدادیں اور سامان تو پھر بھی مل جائیں گے مگر (ان کی) ضائع شدہ جانیں جو گویا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے ہیں۔ پھر نہیں ملیں گے۔ اب مجھے بتائیں کہ میں ان ہزاروں ننگ و ناموس رکھنے والی عورتوں کے متعلق جو قادیان میں موجود ہیں کروں تو کیا کروں مال کے مقابل پر بے شک قیمتی جان بچائی جا سکتی ہے اور (ایمان لانے والے) کی جان واقعی بہت بڑی چیز ہے مگر کیا میں اپنی آنکھوں کے سامنے احمدی عورتوں کے ننگ و ناموس کو خطرے میں ڈال دوں اور سامنے سے ہاتھ نہ اٹھاؤں۔ حضرت صاحب نے مجھے تسلی کا خط لکھا اور بعض ہدایتیں بھی دیں۔ اور فرمایا کہ میں ان مشکلات کو سمجھتا ہوں مگر ادھر ہم زیادہ سے زیادہ ٹرک بھجوانے کی کوشش کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے (گو پاکستان حکومت کے پاس ٹرک محدود ہیں اور اس نے سارے مشرقی پنجاب میں سے مسلمانوں کو نکالنا ہے) اور تم جس طرح بھی ہو ہر ٹرک میں زیادہ سے زیادہ عورتیں اور بچے لدوا کر انہیں جلد سے جلد باہر بھجوا دو۔ اور جب عورتیں محفوظ ہو جائیں تو پھر باقی معاملہ جو ہماری طاقت سے باہر ہے خدا پر چھوڑ دو" وَلِلْبَیْتِ رَبٌّ یَّمْنَعُہٗ۔

قادیان سے عورتوں اور بچوں کے انخلاء کے جو انتظامات کئے گئے اور جیسے خونچکاں حالات میں وہ قادیان سے روانہ ہوئے تھے اور لاہور پہنچے تھے اور بہت سی احمدی عورتوں نے اس موقع پر جس بہادری اور جرأت اور دلیری کا مظاہرہ کیا اس کی کسی قدر تفصیل محترم جناب خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر الفضل اور مکرم رحمت اللہ خان صاحب شاکر نے اپنے اہم اور جامع مضامین میں بیان فرمائیں۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا: مکرم سید سجاد احمد صاحب بوجہ اعصابی تکلیف بیمار ہیں۔

○ مکرم عبد القدیر صاحب اسیر راہ مولا کے والد صاحب کی بائیں آنکھ میں تکلیف ہے۔ احباب کرام سے ان کی صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

اعلان نکاح: مکرم ملک ظفر داؤد صاحب ابن مکرم ملک مظفر احمد صاحب ساکن چک نمبر ۳۵۴ ج ب قادر آباد ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا نکاح عزیزہ ثریا بیگم صاحبہ بنت مکرم چوہدری لال دین صاحب ساکن چک نمبر ۳۵۴ ج ب کے ساتھ مکرم مبشر احمد صاحب طاہر مربی سلسلہ احمدیہ گوجرہ نے مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۹۱ء کو مبلغ دس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے مبارک کرے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

تقریب شادی: مکرم صادق محمود صاحب ابن مکرم غلام محمود صاحب (واہ کینٹ) کی شادی مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۹۱ء بروز جمعہ کھوڑ میں منعقد ہوئی۔ بارات واہ کینٹ سے کھوڑ روانہ ہوئی نماز جمعہ سے قبل مکرم شیخ محمد نعیم صاحب مربی سلسلہ نے مبلغ پندرہ ہزار روپیہ حق مہر پر عزیزہ مکرمہ طاہرہ بیگم صاحبہ دختر قریشی عبد الرحمان صاحب کھوڑ ڈھوک پلنگڑی سے نکاح کا اعلان کیا۔ اسی شام بارات واپس واہ کینٹ پہنچی۔ ۱۳ جنوری کو بمقام مہے چیٹھہ ضلع گوجرانوالہ دعوت ولیمہ ہوئی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ فریقین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ فرمائے۔

اعلان ولادت: مکرم ماجد احمد صاحب دار الفضل ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے پہلا لڑکا عطا کیا ہے۔ نومولود وقف نو میں شامل ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچے کا نام راشد احمد رکھا ہے۔ نومولود مکرم رشید احمد صاحب محلہ دار الفضل کا پوتا اور مکرم حفیظ احمد صاحب ۵۱۵ ننکانہ کا نواسہ ہے۔

○ مکرم سعید احمد صاحب (واہ کینٹ) کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲ جنوری ۱۹۹۱ء کو بچی سے نوازا ہے۔ نومولودہ کا نام "سندس نورین" رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچی وقف نو میں شامل ہے۔ نومولودہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صـ۷ سے آگے

مکرم محمد رفیق ناطق صاحب چک ۹۳ بہاول نگر کی پوتی اور مکرم نذیر احمد صاحب چک ۳۷ جنوبی سرگودھا کی نواسی ہے

○ خدا تعالیٰ نے مکرم ایم ایس ساجد صاحب ہیڈ ماسٹر کھو کھر والی کو مورخہ ۱۵/۱۶ جنوری کی درمیانی شب کو ایک بیٹے سے نوازا ہے۔ بچہ وقف نو کی تحریک میں شامل ہے

احباب جماعت ان سب بچوں کی درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

خدام توجہ فرمائیں

ماہ فروری ۹۱ء میں خدام مقررہ کتاب کا مطالعہ کریں۔

۱۔ دوسرے سہ ماہی مقابلہ مضمون نویسی کا عنوان "الفائے عہد" ہے مرکز میں مضمون پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ اپریل ہے۔

۲۔ تمام خدام نماز باترجمہ سیکھنے کی کوشش کریں۔ خصوصاً مجالس عاملہ کے ممبران کے لئے تو ضروری ہے کہ وہ جلد از جلد نماز باترجمہ سیکھ کر مرکز میں اطلاع دیں۔

(مہتمم تعلیم)

"تدریسی مرکز" برائے طالبات

۱۔ ایف اے / ایف ایس سی صرف انگریزی۔ ۴۵ دن۔ طالبات ۷ تک۔ کل فیس تین صد روپے۔
۲۔ بی اے / بی ایس سی۔ صرف انگریزی۔ ۶۰ دن۔ طالبات ۵ تک۔ کل فیس پانچ صد روپے۔
۳۔ ایم اے انگلش۔ ۹۰ دن۔ طالبات ۳ تک۔ کل فیس نو صد روپے۔

نوٹ:۔ خدانخواستہ ناکامی کی صورت میں نصف فیس واپس یا ایک ماہ کی تدریس بلا معاوضہ۔

محمد شریف خالد۔ ایم اے (انگلش) دار الصدر غربی۔ ربوہ

خالص سونے چاندی کے ساتھ بہترین ورائٹی کا مرکز
طاہر گولڈ سمتھ
بالمقابل ایجنسی لائف گیس اقصیٰ چوک ربوہ۔
فون دکان: ۶۴۳ فون رہائش: ۷۵۶

ہومیوپیتھک کلینک
حنیف
۱۷۶۔ بینک سکوائر مارکیٹ نزد شیراز بیکری ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
موسم سرما کے اوقات کار:
اتوار سے جمعرات تک صبح ۹½ بجے سے ۱۲ بجے تک
شام ۵ بجے سے ۷½ بجے تک
ہر جمعہ کی شام اور ہفتہ کی صبح دواخانہ بند رہتا ہے
خاکسار: ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ
حال لاہور

بے اولاد
مردوں کیلئے کورس -/200
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس -/75
STERILITY COURSE
اٹھراء کورس -/80 ATHRA COURSE
تفصیلی لٹریچر مفت
کیور ہیومیڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: ۶۷۱ - ۶۰۶ - ۶۰۷

روائتی زیورات جدید فیشن کیساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان: ۶۴۹ رہائش: ۸۴۱

• قدیمی • اولین • شہرہ آفاق
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون: ۳۹۹۷۰
برانچیں: • کراچی: فون ۱۳۲۵۱۴
• لاہور: ۱-D-۳ گلشن راوی
• ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
• منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
• رحیم یار خان: فون ۴۷۹۹
• ربوہ۔ اقصیٰ چوک کالج روڈ
فون نمبر ۵۵۸

• نرینہ اولاد سے محروم • بے اولاد • اٹھراء • سوکھا • گرمی • گیس کا علاج کرنیوالے

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰
فون ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷ ۰۴۳۱
زیر نگرانی
حکیم عبد الحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں
ربوہ: اقصیٰ چوک نزد ٹیلر بکس
ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
لاہور: جوہر ویو فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ۔
چوک قلعہ کالر والہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔
کراچی: محمود آباد ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ

خواتین کے لئے انتظام کے ساتھ

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان
الحمد جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ

دانتوں کا معائنہ مفت
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک۔ ربوہ
اوقات کار: ۲½ شام تا ۷ بجے
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد

نرینہ اولاد سے محروم حضرات اور اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کے لئے امید کی کرن
اٹھراء کی گولیاں
عورتوں اور بچوں کے علاج کیلئے ہم سے رجوع کریں
گولڈن پلز طاقت کا سرچشمہ
اعضائے رئیسہ کیلئے بے حد مفید اور مقوی
زیر نگرانی: مرض اٹھراء کے مشہور معالج
حکیم عطاء الرحمٰن علوی اینڈ سنز ولد حکیم نظام جان
دواخانہ محافظ صحت گول چوک اوکاڑہ

EXPORTERS FROM PAKISTAN
IMPORTERS FROM FOREIGN COUNTRIES
ATTENTION PLEASE :-
PARTIES INTERESTED IN QUALITY EXPORT OR IMPORT OF KNITTWEARS OR HANDI-CRAFTS
PLEASE CONTACT :
AHMAD ESTATES AGENCY
P.O. BOX 26 RABWAH. PAKISTAN
TELEPHONE 04524 _ 535 FAX 04524 - 825 696
CABLE :- DOGARS
GOODS ALSO MANUFACTURED ACCORDING TO THE SAMPLES OF BUYER
QUALITY GUARANTEED
FAZAL AHMAD DOGAR